بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لے کے ناں میں سوہنڑے رب دا کراں کلام بیان
مہر محبت کرنے والا اُچا اُسدا ناں

روشنی کے سفیر

مصنف و مؤلف

ضیاء الحق سرحدی

جملہ حقوق بحق گندھارا ہندکو اکیڈمی محفوظ اُن

نام کتاب	**روشنی کے سفیر**
مصنف و مؤلف	**ضیاء الحق سرحدی**
موضوع	**تصوف و طریقت**
کمپوزنگ	**عابد اختر حسن**
سرورق	**ثاقب حسین**
پروف ریڈنگ	**عمران الحق، ڈاکٹر نور حکیم جیلانی**
سال اشاعت	**2016ء**
اہتمامِ اشاعت	**محمد ضیاء الدین،** جنرل سیکریٹری، گندھارا ہندکو بورڈ
جی ایچ اے اشاعت حوالہ	F.16/16-B
قیمت	**-/500 روپے**
پبلشر	**گندھارا ہندکو اکیڈمی پشاور**
پرنٹر	**جی ایچ اے لیزر پرنٹنگ پریس، پشاور**
ISBN No.	978-969-687-001-2
ای میل:	**zia_sarhadi@inbox.com**
ملنے کا پتہ	1) گندھارا ہندکو اکیڈمی، **2** چنار روڈ، آبدرہ، یونیورسٹی ٹاؤن پشاور۔ 2) **Suit** نمبر **13-14**، پہلی منزل، الجلیل میڈیسن مارکیٹ، نمکمنڈی، پشاور شہر

گندھارا ہندکو اکیڈمی پشاور

2۔ چنار روڈ، آبدرہ، یونیورسٹی ٹاؤن، پشاور

www.gandharahindko.com

انتساب

میں یہ کتاب ''روشنی کے سفیر'' بصد عجز و نیاز اپنے محبوب پیر و مرشد کامل حضرت سید مستان شاہ سرکار حق بابا جی چشتی صابری قدس سرہ کے نام منسوب کرتا ہوں۔ جن کی عطا کردہ دعاؤں، نظر کرم اور کامل باطنی توجہ نے مجھے علوم مخفیہ اور فقر و تصوف کی تعلیم سے نوازا۔ نہ صرف نوازا بلکہ مجھے اپنے فیض اور برکات سے مجھے زندگی کے اصل رخ سے بھی روشناس کرایا۔ ان کا دیا ہوا سبق مجھے صراط مستقیم پر رکھتا ہے اور ان کی دُعائیں میرا سرمایہ حیات ہیں۔

''گر قبول افتد زہے عز و شرف''

اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ اے رب العالمین میرے کامل مرشد حضرت سید مستان شاہ سرکار حق بابا جی چشتی صابری قدس سرہ کے درجات بہت بلند فرما اور ان کا سایہ ہمارے سروں پر قائم دائم رکھ۔

نوازش دل بر ما کن کہ دل نواز توئی
بساز کارِ غریباں کہ کارساز توئی

فہرست

صفحہ		عنوان	نمبر شمار
ح	ضیاءالحق سرحدی	پیش لفظ	الف۔
ڈ	سید عبدالصمد شاہ	روشنی کے سفیر	ب۔
ر	محمد ضیاءالدین	تصوف کے سفیر	پ۔
ز	سید سجاد شاہ	اگر گیتی سراسر باد گیرد	ت۔
س	سید حسن قادری گیلانیؒ	نورانی کرن	ٹ۔
1		مرشد	۱-
5		حضرت خواجہ حسن بصریؒ	۲-
10		حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ	۳-
19		حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ	۴-
26		حضرت خواجہ عبدالواحد بن زیدؒ	۵-
28		حضرت خواجہ فضیل الدین فضیل ابن عیاضؒ	۶-
31		حضرت خواجہ سلطان ابراہیم بن ادھم بلخیؒ	۷-
38		حضرت حافظ خواجہ عثمان ہارونیؒ	۸-
43		حضرت خواجہ معین الدین چشتی سنجری اجمیریؒ	۹-
55		حضرت خواجہ سید قطب الدین بختیار کاکی چشتی	۱۰-
65		حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ	۱۱-
74		حضرت سیدنا خواجہ مخدوم علاؤالدین علی احمد صابرؒ	۱۲-
79		خواجہ سید محمد نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی دہلویؒ	۱۳-
85		حضرت حافظ شاہ شمس الدین ترک پانی پتیؒ	۱۴-

۱۵-	حضرت سید عبدالطیف شاہ المعروف بری امام سرکارؒ	90
۱۶-	حضرت سخی لعل شہباز قلندرؒ	97
۱۷-	حضرت شرف الدین المعروف حضرت بُو علی شاہ قلندرؒ	101
۱۸-	حضرت سیدہ رابعہ بصری قلندرؒ	105
۱۹-	حضرت مجدد کبیر سیدنا شاہ محمد غوثؒ	111
۲۰-	حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ	114
۲۱-	حضرت سید پیر خواجہ مہر علی شاہ گیلانی گولڑویؒ	118
۲۲-	حضرت شیخ جنید باباؒ پشاوری	124
۲۳-	حضرت خواجہ سید عبدالستار شاہ بادشاہ چشتی	130
۲۴-	حضرت پیر سید عبدالرحمان شاہ بابا چشتی صابریؒ	134
۲۵-	پیر طریقت حضرت پیر سید قاسم شاہ چشتی صابری	140
۲۶-	آغا سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی المعروف مولوی جی صاحبؒ	145
۲۷-	حضرت پیر سید مستان شاہ حق بابا دامت برکاتہم العالیہ	153

پیش لفظ

''روشنی کے سفیر'' ان برگزیدہ بندوں کی زندگی کا آئینہ ہے جن کی وجہ سے عالم خیر وشر میں اسلام کی چاندنی جیسی ٹھنڈی اور پرسکون روشنی پھیلی، فتنوں بھری اس دنیا میں چاندنی جیسی پرسکون اور شفیق ہستیوں کو اولیاءکرام اور صوفیاءکرام کہا جاتا ہے۔ اولیائے کرام وصوفیائے عظام اللہ کی روشن نشانیاں ہیں یہ اللہ کے روشن بندے اللہ کے ولی ہیں، اللہ کے دوست ہیں انہوں نے اپنی تعلیمات کے چراغ سے اس تاریک دنیا کے اندھیرے دور کئے اور اسلام کے اجالے پھیلائے۔ یہ بوریا نشین ہستیاں جن کے سروں پر ولایت کا جگمگاتا تاج تھا اپنی ذات میں عجز وانکسار کا پیکر تھے۔ یہ کتاب انہی اللہ کے جانثاروں کی تاریخ ہے جو انسانی نظروں سے روپوش ہونے کے باوجود صدیوں سے ہزاروں انجمنوں، لاکھوں مجلسوں اور کروڑوں دلوں میں آج بھی زندہ ہیں۔ ''روشنی کے سفیر'' راقم الحروف کے ان اسلامی کالموں کا مجموعہ ہے جو کہ ملک کے مؤقر جریدوں میں شائع ہو چکے ہیں اور انہیں کتاب کی شکل دینے کا خیال راقم کو اس لئے آیا کہ اللہ کے ان برگزیدوں بندوں کا تذکرہ محفوظ ہو جائے اور ہماری آنے والی نوجوان نسل تک پہنچ سکے۔ کالم سے کتاب تک آنے کے لئے کچھ لوازمات اور تقاضے ہوتے ہیں جن کو پورا کرنے کی میں نے تھوڑی سی کوشش کی ہے اُمید ہے کہ مجھے کامیابی نصیب ہوئی ہوگی اس لئے اس سلسلے میں مجھے ترمیمات اور اضافے بھی کرنا پڑے۔

اس کتاب میں جن اللہ کے جن سفیروں کا تذکرہ ہے ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ حضرت خواجہ حسن بصریؒ، پیران پیر غوث الاعظم سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ، مخدوم الاولیاء حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ، حضرت خواجہ سلطان ابراہیم بن ادھم بلخیؒ، حضرت حافظ خواجہ عثمان ہارونیؒ، حضرت خواجہ معین الدین چشتی سنجری اجمیریؒ، قطب عالم حضرت خواجہ سید قطب الدین بختیار کاکی چشتیؒ، حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ، حضرت سیدنا خواجہ مخدوم علاؤالدین علی احمد صابرؒ، حضرت سید محمد نظام الدین اولیاءؒ، حضرت حافظ شاہ شمس الدین ترک پانی پتیؒ، حضرت سید عبداللطیف شاہؒ المعروف بری امام سرکار، حضرت سخی لعل شہباز قلندرؒ، حضرت شرف الدین المعروف حضرت بوعلی شاہ قلندرؒ، حضرت سیدہ رابعہ بصری قلندرؒ، حضرت مجدد کبیر سیدنا شاہ محمد

غوثؒ، حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ، امام ربانی حضرت مجدد اعظم الف ثانیؒ، حضرت پیر خواجہ سید مہر علی شاہ گیلانی گولڑویؒ، حضرت شیخ جنید بابا پشاوریؒ، حضرت پیر سید عبدالرحمان شاہ بابا چشتی صابریؒ، حضرت پیر سید قاسم شاہ چشتی صابریؒ، حضرت پیر سید مستان شاہ سرکاری حق بابا جی اور سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی المعروف حضرت مولوی جیؒ صاحب ان بزرگوں کو اللہ تعالیٰ نے ایسی عظمت ومقبولیت عطا کی کہ ان میں سے کوئی قطب الاقطاب، کوئی محبوب الٰہی، کوئی چراغ دہلی، کوئی متوکل، کوئی باقی باللہ، کوئی فنافی اللہ، کوئی مخدوم، کوئی قلندر اور کوئی علامہ کہلایا اور ان حضرات سے وہ سلسلے جاری ہوئے جو آج برصغیر پاک وہند اور دور دراز ممالک کے شہروں، قصبوں اور گاؤں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضورﷺ پر سلسلہ نبوت ختم کر دیا ہے، حضورﷺ کے بعد اصلاح قوم کا بیڑا اصحابہؓ نے، صحابہؓ کے بعد تابعینؒ نے، تابعینؒ کے بعد تبع تابعینؒ نے اور تبع تابعینؒ کے بعد اولیائے کرامؒ اور علماء کرام نے یہ فریضہ انجام دیا اور دے رہے ہیں۔ برصغیر پاک وہند کو وہ عظمت و شرف تو حاصل نہ ہوسکا جو خطہ عرب کے حصہ میں آیا یعنی یہاں پیغمبران خدا تو تشریف نہ لاسکے مگر انبیاء کرام علیہم السلام کے علمی وروحانی فیضان کے امین بزرگان دین، صوفیاء کرام اسلامی اقدار کی نگہداری اور عظمتِ رسولﷺ کی پاسداری کا حق ادا کرنے یہاں آتے رہے۔ برصغیر پاک وہند میں اشاعت اسلام کیلئے اولیائے کرام اور صوفیائے کرام نے نمایاں کردار ادا کیا ہے۔

ان عظیم المرتبت ہستیوں کا تذکرہ اس مختصر کتاب میں کرنا اس ناچیز فقیر اور خاکپائے مرشد کے بس کی بات نہیں ہے بلکہ یہ تو میرے پیرومرشد حضرت پیر سید مستان شاہ سرکار حق بابا برکاتہم کی مجھ پر خاص نگاہ کرم ہے اور ان کا فیض ہے کہ میں تصوف اور اہل تصوف سے گہرہ عقیدت رکھتا ہوں۔ الحمدللہ کہ میری یہ عقیدت ہی اولیائے کرام کے نایاب تذکروں کی تحریر کا موجب بنی میری یہی کوشش ہے کہ آئندہ بھی ان اولیائے کرام کے نایاب تذکروں پر اہل ذوق کیلئے کچھ تحریر کروں اگرچہ اس دور میں یہ بڑا کٹھن اور مشکل کام ہے لیکن

''ہر مُشکل پر قابو میرے مشکل کشا کو ہے''

ہر دور میں دنیا کے مختلف خطوں میں اللہ تعالیٰ ایسی عظیم ہستیوں کو بھیجتا رہا جنہوں نے بھٹکی ہوئی انسانیت کی اصلاح کا کام کیا۔ جنوب مشرقی ایشیاء میں بالعموم اور برصغیر پاک وہند میں بالخصوص اولیائے کرام، صوفیائے عظام اور بزرگان دین نے اسلام کی تبلیغ واشاعتِ دین کیلئے نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ برصغیر میں اسلام کی ترویج وترقی میں بزرگان دین کا کردار بڑا اہم ہے جن کی بدولت یہ خطہ اسلام کی لازوال

دولت سے مالا مال ہوا ہے۔ تاریخ برصغیر کے اوراق کو پلٹا جائے تو کہیں داتا گنج بخشؒ شہر لاہور کو عروس البلاد کے درجے پر پہنچاتے نظر آئیں گے، کہیں حضرت مجدد الف ثانیؒ قصر خلافت میں کھڑے ہو کر جہانگیر کو للکار رہے ہوں گے، تو کہیں بہاؤالدین زکریا ملتانیؒ لوگوں کے دلوں میں اذان دے رہے ہوں گے۔ طریقت کے چاروں سلاسل سے فیض یاب بزرگوں نے اس خطے میں اشاعت دین کیلئے اپنی زندگیاں وقف کیں۔ ان حضرات سے وہ سلسلے جاری ہوئے جو آج برصغیر پاک و ہند اور دور دراز ممالک کے شہروں، قصبوں اور گاؤں میں پھیلے ہوئے نظر آتے ہیں۔ میں نے نہایت اختصار کے ساتھ اس کتاب میں ان اولیائے کرام و بزرگان دین کے حالات، واقعات و حکایات، پابندی ترکِ لذات، مراقبات، مشاہدات، تعلیمات، کشف و کرامات اور مجاہدات و عبادات قلم بند کئے ہیں یہ کتاب اپنی نوعیت کی پہلی کوشش ہے اگر یہ کتاب اللہ کے ان اولیائے کرام و بزرگان نے قبول فرمائی تو میرے لئے باعث فخر و افتخار ہوگا۔ حدیث قدسی میں ہے کہ

''اولیائی تحت قبائی لایعرفہم سوائی''

ترجمہ: میرے اولیاء میری قباء کے نیچے ہیں ان کے درجہ اور منزلت کو میرے سوا کوئی نہیں جانتا۔

جب اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کرام یعنی دوستوں کی عظمت و منزلت کو دنیا کی نظروں سے پوشیدہ رکھتا ہے اور ان کے اصلی خدوخال کی شناخت بدون خداوندی ممکن نہیں تو مجھ جیسے بے بضاعت اور ناکارہ روزگار کی کیا مجال کہ کسی ولی اللہ کا کماحقہ تعارف قارئین کرام کے سامنے پیش کر سکے۔ اس ذوات فاضلہ و خیر و برکات کا تعارف، حقیقی کیسے مقام رقم کیا جاسکے، نہ زبان میں اتنی طاقت ہے کہ الفاظ اور قلم میں اتنی روانی کہ حروف کی صورت تحریر کئے جاسکیں۔ مجھے اُمید ہے کہ قارئین کرام اس بابرکت کتاب کے مطالعہ سے ان اولیائے کرام کی غریب پروری اور روحانی فیوض و برکات کی تعلیمات سے مالا مال ہوتے رہیں گے۔ مزید برآں میں یہ کہنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ راقم الحروف کو اپنی علمی بے بضاعتی کا مکمل اقرار ہے، اس لئے قارئین کرام اگر کسی جگہ لفظی، معنوی غلطی پائیں تو تصحیح اور مطلع فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ بلاشبہ تصوف بھی انسانوں کی روحانی، اخلاقی تربیت و بالیدگی میں اہم کردار ادا کرسکتا ہے مگر ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم تصوف کے اسرار اور رموز صوفیاء کرام کے عملی تعلیمات اور رویئے کے ذریعے جاننے کی کوشش کریں اور انجانے میں بزرگوں کی شان میں گستاخی کے مرتکب نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالیشان میں دعا ہے کہ وہ ہمیں اولیاء کرامؒ کی طرح صراط مستقیم پر گامزن رکھے اور ہمارے گناہوں کو معاف فرما کر ہمیں شفاعت رسول ﷺ کا مستحق بنائے۔ ﴿آمین﴾

غلام غلامانِ سلسلہ چشت اہل بہشت، خاکپائے مرشد ضیاء الحق سرحدی پشاور

روشنی کے سفیر

مجھے جب ضیاءالحق سرحدی صاحب نے کہا کہ میں نے اولیاء کرام کے احوال زندگی پر ایک کتاب ''روشنی کے سفیر'' تصنیف کی ہے۔ اِس لیے آپ نے میری اِس تصنیف کے بارے میں اپنا اظہارِ خیال پیش کرنا ہوگا، یہ سُن کر میں تھوڑی دیر کے لیے چونک سا گیا اور اِس سوچ میں مبتلا ہوگیا کہ محترم ضیاءالحق سرحدی صاحب تو مصروف ترین لوگوں میں شمار ہونے والے ایک دُنیادار اور کاروباری آدمی ہیں وہ فقیروں کی زندگی پر کیا روشنی ڈالیں گے؟ بحرحال جب میں نے سرحدی صاحب کی تصنیف ''روشنی کے سفیر'' کو پڑھا تو میرا ضیاءالحق سرحدی صاحب کے بارے میں جو گمان تھا تو وہ گمان بالکل متضاد ثابت ہوا۔ میں یہ نہیں جانتا تھا کہ سرحدی صاحب کے اندر ایک ادیب، کالم نگار، بزنس مین اور ایک محقق کے ساتھ ساتھ ایک صوفی بھی چھپا ہوا ہے۔

اُس کی وجہ یہ ہے کہ اِس کتاب کے ہر صفحے پر ضیاءالحق سرحدی صاحب نے صوفیاء کرام کے حوالے سے جو اسرار و رموز بیان کئے ہیں تو یہ احوال بیان کرنا ایک عام آدمی کے بس کی بات نہیں ہے۔ کیونکہ صوفیاء کے اسرار و رموز ایک صوفی ہی سمجھ سکتا ہے اور اُن کو بیان کر پاتا ہے۔ اِس لیے سرحدی صاحب نے خود اِس بات کا اظہار کیا ہے کہ مجھ میں اتنی جرأت کہاں تھی کہ میں اولیاء اللہ کے بارے میں کچھ لکھ پاتا، یہ تو سب میرے مرشد پاک رئیس الفقراء حضرت سید مستان شاہ سرکاری حق باباؒ کی دعاؤں اور اُن کی روحانی فیوضات کی برکت ہے کہ میں اِس قابل ہوا کہ یہ کتاب تحریر کرسکا۔ اِس کے علاوہ میں اِس کتاب کو پڑھنے کے بعد جو سمجھتا ہوں وہ یہ کہ اس کتاب کے ایک ایک لفظ میں طریقت سے وابستہ لوگوں کے لیے فیض پڑا ہوا ہے اور ساتھ ہی ساتھ مجھے یہ بھی یقین ہے کہ طریقت سے جڑے لوگوں کے علاوہ ایک عام آدمی کی جھولی بھی اِس کتاب کے فیض سے خالی نہ رہے گی۔ تصوف و طریقت کے موضوع پر لکھی جانے والی اِس کتاب کو اگر غور سے پڑھا جائے تو آپ کو اندازہ ہوگا کہ پاک و ہند میں تصوف کی تحریک کن حالات میں کن دائروں میں رہ کر آگے بڑھی اور اس نے کیا کیا نتائج پیدا کیے۔ صوفیائے کرام نے عوامی زبانوں سے واقفیت پر خاص زور دیا ہے کیونکہ اس کے بغیر ان کی تحریک عوام تک پہنچ ہی نہیں سکتی تھی۔ صوفیاء نے معاشرے کے صحت مند عناصر کو اُبھارنے اور اخلاقی

قدروں کی فضیلتوں کو دل نشیں بنانے کے سلسلہ میں جو کوششیں ، ریاضات اور مجاہدات کئے، عوام کو احترامِ انسانیت کی جو تلقین دی، مساوات واخوت کی جو تعلیم دی، ترویج علم کی فکر اور خدمت خلق کے لیے جو اُن کی بے چینی تھی اِس کتاب کے ہر صفحے میں آپ کو نمایاں نظر آئے گی۔

اِس کتاب میں ایک دوسری بات جو مجھے بڑی پسند آئی وہ یہ ہے کہ اِس کتاب میں ضیاء الحق سرحدی صاحب نے چند ایک ایسے اولیاء کے حالات بھی قلمبند کئے ہیں جن کے بارے بہت کم لوگ جانتے ہیں یا پھر صرف وہی لوگ جانتے ہیں جن لوگوں کا اُن کے ساتھ وقت گزرا تھا، اِس لیے ضیاء صاحب کی اِس کوشش سے اُن کی اِس کتاب کے حوالے سے تحقیق کا پہلو بھی سامنے آتا ہے۔ جناب ضیاء الحق سرحدی صاحب نے ''روشنی کے سفیر'' کتاب لکھ کر جو اولیاء کرام سے اپنی والہانہ محبت کا ثبوت دیا ہے تو اللہ تعالیٰ سے میں یہ دُعا کرتا ہوں کہ حق سبحانہ وتعالیٰ محترم ضیاء الحق سرحدی صاحب کو جزائے خیر دے اور اِن کی عمر میں اللہ تعالیٰ برکت ڈالے تاکہ مزید اِن سے اپنے دوستوں کی خدمت کا کام لیتا رہے اور اِنہیں یہ کتاب لکھنے پر اپنے از غیب سے اجر عظیم عطاء فرمائے۔ (ثمہ آمین)

از طرف

حافظ سید عبدالصمد شاہ

جانشین درگاہِ عالیہ سید عبدالستار شاہ بادشاہ جان

بیرون ڈبگری گیٹ پشاور شہر

تصوف کے سفیر

جناب ضیاء الحق سرحدی تصوف کی دنیا سے تعلق رکھنے والے شخص ہیں۔ تصوف سے اُن کی وابستگی ابتدائی عمر سے ہی ہے۔ برصغیر پاک و ہند میں پاک طینت انسانوں نے اپنے ذاتی محاسن اور تصوف کی طاقت کی بدولت حق کا پیغام برصغیر کے قریہ قریہ اور کونے کونے تک پہنچایا اور ہمیں نظر آتا ہے کہ الحاد کے اس خطے میں حق کا پرچار ان پاک طینت ہستیوں کی بدولت نظر آتا ہے۔ اس خطے میں اسلام تلوار کی بجائے کردار کی بدولت پھیلا۔ ان پاک طینت ہستیوں نے اپنی عملی زندگی کے نمونوں کے ذریعے لوگوں کو اس حد تک متاثر کیا ہے کہ اُنہوں نے اپنا عقیدہ حق کی طرف موڑ دیا۔ میرے والد محترم حاجی سمیع الدین (مرحوم) بھی تصوف کی دنیا کے راہی تھے۔ اُن کی ذاتی زندگی میں میں نے دیکھا کہ وہ پاک طینت لوگوں کی محفلوں میں شریک ہوتے تھے اور اُن کے ساتھ میں بھی اکثر و بیشتر جایا کرتا تھا۔ میرے والد مرحوم اپنی ملازمت کے ساتھ ساتھ ہندکو اور پشاوریوں کی ترقی کے خواہاں تھے۔ تصوف کی دنیا کا ادراک، ہندکو سے پیار اور پشاوریوں سے محبت مجھے والد مرحوم سے ورثے میں ملی تھی اسی ورثے کو آگے بڑھاتے گندھارا ہندکو بورڈ پاکستان کا قیام ہوا اور اس بورڈ کے قافلے میں جہاں دیگر اچھے اچھے دوست ملے وہاں پہ ضیاء الحق سرحدی سے بھی ملاقات ہوئی اور میں نے اُن کی شخصیت میں دیکھا کہ اُن کو بھی تصوف، ہندکو اور پشاوریوں سے پیار ہے، اُن کی صحبت اور دوستی سے استفادہ ہوتا رہا اور ایک دن جب اُنہوں نے کہا کہ میں نے تصوف کے حوالے سے ایک کتاب لکھی ہے تو مجھے بے حد خوشی ہوئی۔ میں نے اُن سے وعدہ کر لیا کہ انشاء اللہ یہ کتاب ہندکو کے پلیٹ فارم سے چھاپی جائے گی کیونکہ ہندکو بولنے والے اللہ، رسول، اسلام اور اچھی اقدار کو پسند کرنے والے لوگ ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہوں کہ اس کتاب کی اشاعت میں میں نے اپنا حصہ اس غرض سے شامل کیا کہ اللہ تعالیٰ اس کاوش کو قبول فرمائے۔ روشنی کے سفیر کا سفر الفاظ کی صورت میں آپ کے سامنے جلوہ گر ہے۔ اُمید ہے کہ آپ اس سفر کے مسافر بن کے خوشبوؤں کو سمیٹیں گے۔

محمد ضیاء الدین

جنرل سیکریٹری، گندھارا ہندکو بورڈ پاکستان

اگر گیتی سراسر باد گیرد
چراغ مقبلاح ہرگز نہ میدد

خشکی میں جہاں جہاں پانی ہوتا ہے وہاں وہاں ہر قسم کے پرندے چرندے پہنچ جاتے ہیں۔اور اسی طرح جہاں جہاں اللہ والے ہوتے ہیں وہاں اللہ تعالیٰ کے چاہنے والے بھی پہنچ جاتے ہیں۔کیونکہ اللہ والوں کے چاہنے والوں کی روحانی غذا انہی اللہ والوں کے پاس ہوتی ہے۔اور پھر یہ چاہنے والے ان بزرگانِ دین سے براہ راست یا بالواسطہ فیض یاب ہوتے ہیں اور جو ان دو حضرات کی خدمت کرتے ہیں ان تک بھی یہ فیض پہنچ جاتا ہے چاہے یہ فیض ظاہری ہو یا باطنی۔محبّ اپنے محبوب سے محبت کرتا ہے خواہ مجازی ہو یا حقیقی یہی وجہ ہے کہ محبت کا ثمر،میوہ،فائدہ میں سمجھتا ہوں کہ اس محبّ کو ضرور ملتا ہے۔جو محبت کے جذبے کے تحت خدمت کررہا ہو۔جب میری عمر 12 سال تھی تو میں اپنے دادا محترم مرشدی پیر طریقت حضرت بابا جی سید قاسم شاہؒ کے ساتھ نور ہوٹل میں جمعہ کے دن جایا کرتا تھا۔وہاں جو لوگ خدمت کرتے تھے ان میں ضیاء الحق سرحدی سرفہرست تھے اور دادا محترمؒ کی اُن پر نظر تھی۔پھر اپنے والد محترم جناب حق بابا جی سرکار مدظلہ العالی کے ہاں بھی ضیاء الحق سرحدی اسی طرح خدمت کرتے۔ان کی بھی ان پر نظر کرم ہے یہی وجہ ہے کہ یہ اسی کرم کا نتیجہ ہے کہ اس گئے گزرے دور میں جہاں لوگ شیطانیت کے جال میں پھنسے ہوئے ہیں اور درندے صفت لوگوں نے ایمان کے سودے اور مکر و فریب کے کاروبار کیلئے شیطانی پنجے معاشرے میں گاڑھے ہوئے ہیں اور نوجوان مسلم نسل کو عمل اور عقیدہ دونوں حوالوں سے گمراہ کررہے ہیں۔ایسے دور میں ضیاء الحق سرحدی نے صوفیائے کرامؒ کا چراغ ہدایت قلم کی صورت میں بالواسطہ میڈیا و صحافت کے ذریعے نوجوان نسل کو تمام مسلم صوفیاء کی تعلیمات مسلک و مشرب سے قطع نظر ہو کر ان کے برسی اور عرس کی مناسبت سے اور خصوصی محافل کے ایام میں حیات صوفیاء اور تعلیمات صوفیاء کے عنوان سے نوجوان نسل کے ذہن کی آبیاری کررہے ہیں۔نوجوان نسل کو منشیات اور بے حیائی کے جال سے بچا کر محبت و عقیدت سے تعلیمات نبوی ﷺ کو ایک گلدستے کی صورت میں پیش کررہے ہیں۔جو ہر ایک کیلئے قابل قبول ہے۔میں ضیاء الحق سرحدی صاحب کو اس کارنامے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔اللہ تعالیٰ ان کو دونوں جہاں کی نعمتیں نصیب فرمائے۔آمین۔

از خادم العلم والعلماء والاولیاء
سید سجاد شاہ،تمبر پورہ شریف پشاور

نورانی کرن

الحمد اللہ رب العالمین ، والعاقبة للمتقین، الصلوة والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین و علی الہ واصحابه وازواجه وذریاته واولیاء امته اجمعین و برحمتک یا ارحم الرحمین۔ط۔امابعد

اس دنیا کا یہ عام دستور ہے جس کا مشاہدہ ہر خاص و عام کرتا رہتا ہے کہ دوست اپنے دوستوں سے پیار کرتا ہے۔ ان کا ذکر محبت اور اپنائیت سے کرتا ہے۔ اور ان کے خوبیوں کو موضوع سخن بنائے رکھتا ہے۔ نیز کسی دوسرے انسان سے اپنے دوستوں کی تعریف سنتا ہے تو خوش ہوکر اسے بھی اپنے دوستوں کے زمرے میں شامل کرلیتا ہے۔اسی طرح رب العالمین جلالہ بھی اپنے چاہنے والوں سے محبت فرماتے ہیں اور جابجا اپنے کلام میں ان کا ذکر خیر فرماتے ہیں اور ان کے اوصاف جمیلہ کو سراہتے ہوئے عوام وخواص کو ان کی طرف متوجہ فرماتے ہیں تا کہ وہ بھی ان کی صحبت اختیار کریں۔ ان کے نقش قدم پر چلیں، نفس وشیطان کے مکروفریب سے بچ کر رب تعالیٰ کے مخلص بندوں میں شامل ہو جائیں اور خالق کائنات کا قرب حاصل کرلیں اور اس کے دوستوں میں شامل ہوجائیں۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ان محبوبوں کا ذکر متعدد مقامات پر کیا ہے اور انہیں مختلف اسماء والقابات سے یاد فرمایا ہے۔مثلاً ان کے سب سے افضل واعلیٰ طبقہ کو انبیاء کہہ کر یاد فرمایا پھر صدیقین، شہداء اور صالحین کے ناموں سے ان کے مزید طبقات کی نشاندہی فرمائی اور ساتھ ہی یہ تاکید فرمادی کہ یہ تمہارے بہترین رفیق ہیں (النساء۴:۶۹)۔یعنی ان کی رفاقت، سنگت اور معیت اختیار کرو۔ اور اس آخری طبقے یعنی صالحین کو ہی متقین، زاکرین، راکعین، ساجدین، طاہرین، سائمین، صابرین اور محسنین کہہ کر بھی ان کی مدح سرائی فرمائی۔ نیز ان کے عام فہم اور مشہور ومعروف نام اولیاءاللہ سے بھی ان کا تعارف فرمایا ارشاد ربانی ہے۔

الاان اولیاء الله لا خوف علیهم ولا هم یحزنون (یونس۱۰:۶۲)

ترجمہ: بے شک اولیاءاللہ کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔

یاد الٰہی کے ساتھ ان کے قلبی لگاؤ کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

رجال لا تلهیهم تجارة ولا بیع عن ذکرالله (النور۲۴:۳۷)

ترجمہ: وہ حضرات جنہیں تجارت اور خرید و فروخت اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہیں کرتی۔
یعنی ان کے ہاتھ اور اعضائے جسمانی دنیاوی کام کاج میں مصروف ہوتے ہیں لیکن دل اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول رہتا ہے۔ اسے اصطلاح تصوف میں ''دست با کار و دل بایار'' کہا جاتا ہے۔
الٰہی جلیل القدر ہستیوں کو اللہ تعالیٰ اپنے عالم خاص کیلئے منتخب فرمالیتا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ثم ورثنا الکتب الذین اصطفینا من عبادنا

(فاطر ۳۵:۳۲) ترجمہ: پھر وارث بنایا ہم نے اس کتاب کا اپنے بندوں میں سے ان کی جنہیں ہم نے چن لیا تھا۔
حضرت سلیمانؑ کے وزیر اور مشیر خاص حضرت آصف بن برخیا کے پاس یہی علم کتاب تھا جس کے باعث آنکھ جھپکنے کی دیر میں سینکڑوں میل کے فاصلے سے ملکہ بلقیس کا تخت اس نے حضرت سلیمانؑ کے دربار میں حاضر کر دیا تھا (النمل ۲۷:۴۰)۔
حضرت سھل بن تستریؒ ان ہستیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ''اللہ تعالیٰ اولیاء کرام کے دلوں پر اپنے کلام کو سمجھنے کا دروازہ کھول دیتا ہے'' (کتاب اللمع ص ۱۲۴)۔ نیز اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے ان اولیاء کو اپنی رحمت کیلئے مختص فرمالیتا ہے۔
ارشاد ربانی ہے۔ ان رحمة اللہ قریب من المحسنین (الاعراف ۷:۵۶) ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ کی رحمت محسنین کے قریب ہوتی ہے۔
یہی وجہ ہے کہ مخلوق خدا اس رحمت الٰہی سے بہرہ مند ہونے کیلئے اولیاء کرام کے مزارات کا رخ کرتی ہے اور اگر خوش قسمتی سے ظاہری حیات میں کسی ولی اللہ کی پہچان نصیب ہو جائے تو ذوق و شوق سے اس کے قدموں میں حاضری دیتی ہے تا کہ رب تعالیٰ کا قرب حاصل کیا جا سکے۔ حضرت مولانائے روم صاحبؒ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا
او نشیند در حضور اولیاء

پیغمبر اسلام ﷺ نے اولیاء اللہ کی پہچان کیلئے ان کی علامات بیان فرمائی ہیں ارشاد فرمایا ''تم میں وہ لوگ بہترین ہیں جنہیں دیکھ کر اللہ تعالیٰ یاد آ جاتے جن کی باتیں تمہارے علم میں اضافہ کریں اور جن کا عمل تمہیں آخرت کی یاد دلائے''۔ (رواہ ابو یعلیٰ)
حضرت شیخ الاسلام ابو اسماعیل عبد اللہ انصاری ہرویؒ فرماتے ہیں۔ ''جب اللہ تعالیٰ تم کو یہ موقع دے کہ اپنے

دوستوں میں سے کسی کے دیدار کا شرف تمہیں بخشے اور تم اسے قبول نہ کرو اور اس کو حقیر جانو تو یہ گناہ تمہارے خود کردہ گناہوں سے بڑھ کر ہے کیونکہ یہ تمہاری محرومی اور حجاب کی دلیل ہے۔(نفحات الانس ص 176)''۔

عطائے رسول، سلطان الہند، قطب الاقطاب حضرت خواجہ سید معین الدین چشتی اجمیریؒ فرماتے ہیں۔''نیک لوگوں کی صحبت نیکی کرنے سے بہتر ہے۔(اخبار الاخیار ص 56)''۔

چونکہ اولیاء کرام اللہ تعالیٰ کے محبوب ہوتے ہیں اس کے مخلص اور انعام یافتہ بندے ہوتے ہیں۔ان کا وجود یا خود مخلوق الٰہی کیلئے باعث رحمت ہوتا ہے۔لہذا اس نعمت خداوندی کی قدر کرنی چاہئے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ ان پاک طینت شخصیات کی صحبت اختیار کر کے ان کے فیوض و برکات حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اور اگر زندگی میں کسی ولی اللہ کی معرفت حاصل نہ ہو سکے اور بعد از وصال اس کا علم ہو تو اس کے مزار اقدس پر حاضری اور اس کے حالات زندگی کا مطالعہ بھی بہت مفید اور کارآمد ثابت ہو سکتا ہے جیسا کہ حضرت امام المحدثین شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ تحریر فرماتے ہیں۔''اللہ تعالیٰ کے ان برگزیدہ بندوں کا تذکرہ باعث رحمت ہوتا ہے''(اخبار الاخیار ص 28)۔

زیر نظر کتاب ہمیں ایسے ہی برگزیدہ بندوں سے متعارف کرواتی ہے جن کی ولایت ہر قسم کے شک وشبہ سے بالاتر اور یقینی ہے۔صدیوں سے جوق در جوق عوام وخواص کی ان کے مزارات مقدسہ پر حاضری سب سے بڑی دلیل اور شہادت ہے جس سے کوئی بھی صاحب قلب سلیم انکار نہیں کرسکتا۔کتاب ہذا میں اکابر متقدمین و متاخرین اولیائے کے حالات زندگی قلم بند کئے گئے ہیں۔خصوصاً ولی ابن ولی، واقف رموز شریعت وآگاہ اسرار معرفت، عارف باللہ الحاج حضرت سید مستان شاہ صاحب چشتی صابری بخاری المعروف حق باباجیؒ کا ذکر مبارک شامل کر کے اہل وطن پر احسان کیا گیا ہے۔تا کہ جو نہیں جانتے انہیں بھی معلوم ہو جائے کہ اس وقت تمبر پورہ شریف (پشاور) میں کیسی باکمال شخصیت اپنی حیات ظاہری میں جلوہ افروز ہے۔اور جن کا وجود مسعود اس دور میں اُمت محمدیہ ﷺ کیلئے رب تعالیٰ کی بیش بہا نعمتوں میں سے ایک نعمت غیر (مرقبہ)۔۔۔۔۔۔۔ہے۔

حضرت حق باباجی صاحب قدس سرۃ کا شجرہ نسب اس علاقہ تہہ خالصہ کے مشہور ومعروف ولی کامل، روحانی پیشوا، امام القراء والحفاظ، قطب الاقطاب حضرت غازی سید فتح محمد شاہ صاحب بخاری سہروردی المعروف دادا جی سرکارؒ سے مل جاتا ہے۔آنجنابؒ تقریباً ساڑھے تین سو سال قبل اوچ شریف بہاولپور سے تبلیغ اسلام کیلئے یہاں تشریف لائے اور وڈپگہ شریف (پشاور) میں قیام فرما ہو کر تمام زندگی قرآنی تعلیمات کے فروغ میں بسر

فرمائی۔ان خدمات کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کے قبرستان (وڈ پگہ شریف) میں ساڑھے تین سو حفاظ قرآن آرام فرما ہیں جن میں سے بعض کا ذکر والد محترم نے اپنی کتاب تذکرہ حفاظ پشاور میں بھی کیا ہے۔والد صاحب کی سرپرستی میں یہاں پر اہلسنت کی ایک تنظیم ''انجمن محبان اولیاء'' وڈ پگہ 1981ء میں قائم کی گئی تھی۔اس تنظیم کے زیر اہتمام ہر سال ربیع الاول شریف میں عظیم الشان جشن عید میلاد النبی ﷺ منایا جاتا ہے۔خصوصاً بارہ ربیع الاول شریف کو نکلنے والے جلوس کی مثال دیہات کی سطح پر پورے پاکستان میں نہیں ملتی۔
اس فقیر کے والد ماجد شیخ القرآن والحدیث، قطب عالم حضرت علامہ سید محمد امیر شاہ صاحب قادری گیلانی المعروف مولوی جیؒ اور حضرت حق باباجیؒ کے درمیان نہایت ہی محبانہ، برادرانہ اور مخلصانہ مراسم قائم تھے۔ درحقیقت یہ تعلقات حق باباجیؒ والد گرامی قدر حضرت قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین سید قاسم شاہ صاحب چشتی صابری بخاریؒ کے زمانہ اقدس سے استوار ہو چکے تھے اور الحمد سے اس وقت بھی قائم و دائم ہیں۔
کتاب ہذا روشنی کے سفیر کے مصنف محترم المقام، محبّ اولیاء و اصفیاء جناب ضیاء الحق سرحدی صاحب، حضرت حق باباجی قدس سرۃ انور کے عقیدت مند اور مرید ہیں، مرشد کامل کی صحبت اور نظر کرم سے ان کا قلب بھی پاک وصاف اور مطہر و مجلی ہو کر حُبِ اولیاء سے منور و تاباں ہو چکا ہے۔قلم قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں اور فری لانسر صحافی کی حیثیت سے میدانِ صحافت کے شاہسوار ہیں۔دوسروں کی تطہیر فکر کیلئے مختلف اوقات میں اولیاء اللہ کے حالات و واقعات پر مضامین لکھ کر اخبارات میں شائع کرتے رہے۔اب اپنے یہی کالم اکٹھے کر کے کتابی صورت میں پیش کر رہے ہیں جو ایک دینی و علمی اور روحانی خدمت ہے۔اللہ تعالیٰ اسے اپنی بارگاہ عالیہ میں قبول و منظور فرماتے۔
کتاب کا نام ''روشنی کے سفیر'' رکھا گیا ہے، جو دلکش وحسین ہونے کے ساتھ ساتھ اسم بامسمیٰ بھی ہے کیونکہ اولیاء اللہ اپنے رب تعالیٰ کی یاد میں مشغول رہتے ہیں جو آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے چنانچہ رب تعالیٰ راضی ہو کر اپنے ان اولیاء کو بھی انوار و تجلیات سے بہرہ مند فرماتا ہے۔اور پھر وہ اپنے رب کی عطاء کی ہوئی اس روشنی کو مخلوق الٰہی تک پہنچانے کا فریضہ ادا کرتے رہتے ہیں اور ان کے دم قدم سے اندھیرے دور ہوتے رہتے ہیں ۔یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ نور اسلام کو پھیلانے میں سب سے اہم ترین کردار حضرات اولیاء کرام نے ادا فرمایا خصوصاً ظلمت کدہ ہند میں تو اولیائے کرام ہی یہ نور لائے اور یہاں کی ظلمت و گمراہی کو دور فرمایا۔بطور نمونہ صرف ایک ہستی کی خدمت کا اندازہ لگائیں کہ صرف ان کی مساعی جمیلہ سے نوے لاکھ (9000000) ہندوؤں تک یہ روشنی نہیں اور یوں رام رام کرنے والوں کی زبان پر رحیم رحیم کا ورد جاری

ہوا۔ یہ تھے حضرت خواجہ غریب نواز سلطان الہندؒ عصر حاضر مادی لحاظ سے تو بہت روشنی ہے مگر قلبی ، باطنی اور روحانی لحاظ سے بتدریج تاریکی کی طرف بڑھتا چلا جارہا ہے۔ ماضی سے ہمارا رشتہ دن بدن کمزور ہوتا چلا جارہا ہے۔ انسانی قدریں پامال ہورہی ہیں۔ نفرت وتعصب بڑھ رہا ہے۔ مزاج پر شفقت ونرمی کی بجائے سختی اور تشدد حاوی ہورہا ہے۔ اور مسلمانوں کو دنیا بھر میں ظلم وستم اور دہشت گردی کی علامت کے طور پر پیش کیا جارہا ہے۔ یہ ایک بہت بڑی عالمی سازش ہے اور مسلمان دانستہ یا نادانستہ طور پر اس کا شکار ہورہے ہیں۔ تو ان حالات میں مکرمی ومحترمی ضیاءالحق سرحدی صاحب کی یہ کتاب روشنی کے سفیر مینارۂ نور کی حیثیت رکھتی ہے۔ جس میں اسلام کی حقیقی تصویر پیش کی گئی ہے۔ کیونکہ اسلام کے حقیقی ترجمان یہی اولیاء اللہ ہیں، یہی پاک طینت حضرات پیغمبر اسلام ﷺ کے نائب و وارث ہیں اور اس وقت بھی مسلمانوں کے اکثریتی طبقے کی نمائندگی کرنے والے یہی صوفیائے کرام اور مشائخ عظام ہیں۔ جو ہر دور میں اپنے اخلاق حسنہ کی بدولت اسلام کی روشنی کو عام کرتے رہے اور ان کے خلفاء تربیت یافتہ مریدین و۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ انہی کے نقش قدم پر چل کر یہ مقدس فریضہ انجام دے رہے ہیں۔

موجودہ دور کا یہ انتہائی اہم ترین تقاضا ہے کہ اس قسم کی کتابیں اور مضامین لکھ کر زیادہ سے زیادہ تعداد میں شائع کئے جائیں تاکہ اسلام کی اصلی اور حقیقی تعلیمات عام ہوسکیں۔ آخر میں ایک بار پھر ضیاءالحق سرحدی صاحب کیلئے صمیم قلب سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں بہترین جزائے خیر عطاء فرمائے اور قارئین کیلئے اس کتاب کو نفع بخش بنائے۔ آمین۔۔۔۔۔ وبجاه النبی الرئوف الرحیم علیه تحیة واتسلیم۔

(فقیر) سید محمد نورالحسنین قادری گیلانی۔۔۔۔۔۔۔۔

(سجادہ نشین حضرت ابوالبرکات سید حسن قادری گیلانیؒ)